کچھ قاہرہ کے بارے میں

(اڈیٹر صاحب برہان کی فرمائش پر)

از
(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی - دہلی یونیورسٹی)

"یہ میرے ذاتی مشاہدات وتاثرات ہیں جن میں غلطی اور سہو کی گنجائش ہے۔" (فارق)

قاہرہ کی آبادی لگ بھگ تیئیس لاکھ اور کل مصر کی تیئیس ملین ہے۔ مصر اور خصوصاً زیریں مصر (ڈیلٹا) کی آب وہوا معتدل اور نشاط انگیز ہے۔ یہاں بارش بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اور موسم سال بھر اچھا رہتا ہے، عام طور پر گرمی ۹۵، ۹۶ ڈگری سے زیادہ نہیں ہوتی اور شاذونادر ہی بارہ سو ڈگری سے آگے بڑھتا ہے۔ یہاں نہ آندھیاں آتی ہیں، نہ گرج چمک ہوتی ہے اور نہ گھٹائیں اٹھتی ہیں، آسمان صاف رہتا ہے، فضا روشن اور موسم سہانا۔ گرمیوں میں صبح وشام بڑی لطیف ہوا چلتی ہے جس سے جسم اور دل دونوں تازہ رہتے ہیں۔ قاہرہ دریائے نیل کی دو شاخوں پر واقع ہے، نیل کا پانی بڑا خوش ذائقہ اور صحت بخش ہوتا ہے۔ اچھے موسم اور عمدہ پانی کی وجہ سے یہاں صحت کا معیار ہندوستان سے بہت بلند اور اعلیٰ ہے، آپ منحنی جسم اور جھکے سینہ بہت کم پائیں گے۔ مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ فربہ ہوتی ہیں۔ رنگ گورے ہیں، جسم بڑے متوازن، بال چھوٹے اور گھنگریالے، آنکھیں معمولی، پیشانی کشادہ، قد اونچے، چہرے بالعموم کتابی، قاہرہ میں کالے اور نامقبول صورت لوگ بھی کافی ہیں، یہ زیادہ تر سوڈانی یا حبشی نسل کے ہوتے ہیں، خدمت اور چاکری ان کا خاص پیشہ ہے۔

مصر کے اچھے موسم کا اثر یہاں کے طرز تعمیر پر بھی پڑا ہے، یہاں کے مکانوں میں صحن نہیں ہوتا، اور نہ آسمان کے نیچے سونے کا رواج ہے۔ قاہرہ کے مکان طبق بر طبق بنے ہیں، زیادہ تر چار سے لے کر گیارہ طبقوں کی عمارتیں ہیں، ہر طبقہ میں کئی فلیٹ ہوتے ہیں اور ہر عمارت پندرہ سے لے کر تیس چالیس فلیٹ پر مشتمل ہوتی ہے جس میں پانی، بجلی، فلش اور چڑھنے اترنے کے لئے زینہ کے علاوہ لفٹ کا انتظام ہوتا

ہے، یہ عمارتیں عام طور پر صاف ستھری اور قاعدے کی بنی ہوتی ہیں۔ آج کل شاہ سعود کے بھائی فیصل (وزیر خارجہ مملکت سعودیہ) نیل کے کنارہ ایک پینتیس[۳۵] منزلہ عمارت بنوا رہے ہیں جو قاہرہ ہی نہیں بلکہ سارے مشرق میں سب سے اونچی عمارت ہوگی۔

قاہرہ کی لمبائی زیادہ سے زیادہ بارہ میل اور چوڑائی کوئی چار میل ہے۔ اس بڑے رقبہ کا بیشتر حصہ خوش وضع اور نئے طرز کا ہے، کچھ حصے واقعی گندے، پرانے اور فلاکت زدہ ہیں، لیکن رونق، چہل پہل اور ہماہمی ہر جگہ ہے۔ شہر کی چوتھائی آبادی عیسائیوں پر مشتمل ہے، ان میں اکثریت قبطیوں کی ہے، باقی آرمینی، یونانی، اطالوی، فرانسیسی اور برطانوی نسل کے لوگ ہیں۔ شاہی زمانہ میں تجارت، صنعت اور تجارتی اداروں پر ان کا غلبہ تھا، جو قومی حکومت کے بعد تیزی سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ شہر کو زیور تجدد سے آراستہ کرنے میں مغربی تسلط کی طرح انھوں نے بھی بڑا پارٹ ادا کیا ہے جہاں افلاس اور جہالت ہے اور یہ وہ علاقے ہیں جن میں خالصتہً مسلمان آباد ہیں، راستے تنگ، ناہموار اور گندے ہیں، مکانات بدہیئت ہیں، جامعہ ازہر کے ارد گرد کے محلے دیکھ کر کوچہ چیلان اور بلی ماران کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

معاشی اعتبار سے شہر کی آبادی کو تین بڑے حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے: خوب خوش حال طبقہ: اس میں مقامی یا دوسرے عرب ممالک کے رئیس، بڑے تاجر، کارخانوں اور کرایہ کی عمارتوں کے مالک، اعلیٰ سرکاری ملازم، آزاد پیشے ور جیسے ڈاکٹر، انجنیر اور ٹھیکہ دار شامل ہیں، یہ طبقہ سارے قاہرہ کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی پر چھایا ہوا ہے۔ اس میں عیسائیوں کا تناسب کافی ہے۔

(۲) معاشی سیڑھی پر اس کے بعد والے طبقہ کا مقام بہت نیچا ہے، یہ چھوٹے تاجروں، سوم اور چہارم درجہ کے سرکاری اہل کار، تجارتی اور صنعتی اداروں کے ملازموں پر مشتمل ہے۔

(۳) تیسرے درجہ میں کارخانوں کے مزدور، صنعتی دستکار، مستری اور گھریلو خدمتگار شامل ہیں۔ یہ معاشی ناہمواری اور دولت کی غیر متناسب تقسیم ملوکیت کی یادگار ہے جس کی مصر میں ہمیشہ کے لئے بنیادیں کٹ چکی ہیں۔ جمال عبد الناصر کی حکومت کے سامنے اس وقت دو[۲] سب سے اہم مسئلے ہیں: ایک تعلیم کی توسیع اور دوسرے دولت کی منصفانہ تقسیم۔ ان دونوں میدانوں میں شوق اور خلوص سے

کام شروع ہوگیا ہے۔ ملوکیت کے خاتمہ کے بعد گذشتہ پانچ سال میں ۱۲۱۵ نئے اسکول قائم ہوئے ہیں اور ہر تین دن میں ایک نیا اسکول وجود میں آرہا ہے طالبات کی تعداد میں اڑتالیس فیصدی اضافہ ہوا ہے، اس وقت ان کی تعداد لگ بھگ دس لاکھ ہے جن میں ۸۸۸۷ قاہرہ یونی ورسٹی کے کالجوں میں ہیں[1] اعلیٰ فنی اور سائنٹیفک مہارت کے لئے طلبہ اور فن دانوں کو بڑی فیاضی کے ساتھ یورپ اور امریکہ بھیجا جارہا ہے معاشی ناہمواری کا ایک مظہر یہ ہے کہ قاہرہ میں گھریلو نوکر اور نوکرانیاں جن میں جوان لڑکیوں کا نمایاں تناسب ہوتا ہے، بہت ہی اور بڑی آسانی سے مل جاتی ہیں، ان کی ماہانہ تنخواہ، کھانے کپڑے کے علاوہ تیس سے ستر روپئے تک ہوتی ہے۔ قاہرہ کے باشندے کھانے اور پہننے دونوں کے شوقین ہیں، جو لوگ دونوں شوق پورے نہیں کرسکتے، وہ پہننے کے شوق کو ترجیح دیتے ہیں۔ آپ ادنیٰ ملازم اور مزدور کے پیر میں بھی موزہ اور پالش کیا جوتا دیکھیں گے۔

لباس کئی صنف کے ہیں: مردانہ لباس میں کوٹ پتلون اور ٹائی کو غلبہ حاصل ہے۔ خوش حال، تعلیم یافتہ اور ملازم پیشہ لوگوں کا یہ عام لباس ہے۔ بہت سے نادار، جاہل یا نیم جاہل ایک نہایت چوڑی آستینوں کی ڈھیلی ڈھالی قمیص پہنتے ہیں جو ٹخنوں یا زمین تک نیچی ہوتی ہے۔ اس قمیص کو جَلَّبِیَہ کہتے ہیں، یہ مصریوں کا آبائی لباس ہے، بعض جَلَّبِیَہ پوش کپڑے یا اون کی گول ٹوپی بھی پہنتے ہیں۔ ازہر یونی ورسٹی کے استاذ اور طلبہ کا لباس قفطان ہے جو جَلَّبِیَہ کی کچھ ترمیم شدہ شکل ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ جَلَّبِیَہ کا گریبان قمیص کی طرح چھوٹا ہوتا ہے اور قفطان میں گریبان نہیں ہوتا اس کے دونوں پلے اوورکوٹ کی طرح ہوتے ہیں۔ زنانہ لباس دو سے زیادہ رائج ہیں: نصف پنڈلی اور بانہیں کھلا ساٹن (۲) بلاؤز اور ایک چُست نصف ساق غرارہ جس میں کولھوں اور رانوں کے نشیب و فراز صاف نظر آتے ہیں۔ اس زیریں لباس کا نام فُستان ہے۔ زیادہ شوقین طبیعت اور آزاد منش، خصوصیت کے ساتھ عیسائی خواتین یہ لباس پہنتی ہیں۔ محتاط گھروں کی مسلمان عورتوں نے ابھی اس کو اختیار نہیں کیا ہے، لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک دن چھا جائے گا۔

---

[1] یہ وزیر تعلیم کی رپورٹ سے اقتباس ہے جو "الاخبار" میں ۲۷ راگست ۵۷ء کو چھپی تھی۔

(۳) سایہ، سر کا رومال اور ایک سیاہ چادر جو چہرہ چھوڑ کر باقی جسم پر لپیٹ لی جاتی ہے۔ غریب، جاہل یا نیم جاہل گھرانوں کی عورتیں یہ لباس پہنتی ہیں۔ میں نے ایک معزز مصری سے پوچھا: کیا یہ چادر پردہ کے لئے اوڑھی جاتی ہے؟ بولے: جی ہاں، لیکن جسم کے پردہ کے لئے نہیں بلکہ افلاس کے۔ چونکہ ان کے کپڑے میلے پھٹے یا گھٹیا ہوتے ہیں اس لئے چادر کے غلاف سے ان کو چھپائے رکھتی ہیں، اگر ان کی مالی حالت بہتر ہو جائے تو یہ چادر اوڑھنا چھوڑ دیں۔

قاہرہ کے لوگ عام طور پر خلیق، ملنسار اور ہم سے بہتر شہری ہیں۔ آپ کسی طبقہ میں چلے جائیے آپ کا استقبال ضرور "اہلاً و سہلاً" کے محبت بھرے الفاظ سے کیا جائے گا اور آپ کی خاطر قہوہ یا چائے کی پیالی سے کی جائے گی۔ یہ اچانک آنے والے مہمان کی تواضع کا عام طریقہ ہے، جب کسی کو مدعو کیا جاتا ہے تو کھانے کی چیزیں۔ کیک، پیسٹری وغیرہ بھی پیش کی جاتی ہیں۔ ہند کے سیاسی موقف کی وجہ سے ہند اور اہل ہند کا خیال کیا جاتا ہے۔ بارہا سڑکوں پر آتے جاتے مجھ سے پوچھا تم کس ملک سے آئے ہو اور جب میں کہتا ہند سے تو پوچھنے والا خوش ہو کر فرماتا: ہند کُوَیّس، نہرو کُوَیّس۔ یعنی ہندوستان اچھا ہے، نہرو اچھے ہیں۔

قاہرہ میں اخبار اور رسالے بہت پڑھے جاتے ہیں۔ وہاں پر صبح کے وقت انگریزی اور فرانسیسی کے علاوہ عربی کے پانچ چھ اخبار نکلتے ہیں جیسے الأخبار، شعب، اہرام، جمہوریہ اور روزنامہ کو غالباً دو۔ مسار اور قاہرہ ان کے علاوہ متعدد رسالے اور میگزینیں۔ ہر تیسرے چوتھے دن شائع ہوتی ہیں جن کو بڑے شوق اور دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ اخباروں میں مقامی یا مشرق اوسط کے احوال کو الگ روس، یورپ اور امریکہ کی سیاسی، صنعتی اور علمی خبروں کی خاص اشاعت کی جاتی ہے، مشرق یا مشرق بعید سے التفات کم ہے، ہاں پنڈت نہرو کی تقریروں، اپیلوں کے اقتباس جلی قلم میں دئے جاتے ہیں اور ہندی وباؤں اور طغیانیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ مصری کی صحافت اور مصر کے تعلیم یافتہ لوگ جن کو چند سال پہلے تک مغرب میں آزادی اور روشنی اور مشرق میں غلامی اور اندھیرا نظر آتا تھا، اپنی اور ہندوستان کی آزادی کے بعد، ہندی فلسفہ، تاریخ اور ہندی مسائل سے دلچسپی لینے لگے ہیں جس کے زیر اثر اخباروں

اور رسالوں میں کبھی کبھی کسی ہندی موضوع پر مضمون نظر آجاتے ہیں۔

رسالوں میں سماج و سیاست کے ہنگامی مسائل کو اہمیت دی جاتی ہے اور ہر مضمون کے ساتھ عمدہ فوٹو ہوتے ہیں، مصر میں طباعت اور اخباری فوٹوگرافی دونوں کا فن اور مذاق اعلیٰ ہے۔ شائع ہونے سے دو ایک دن پہلے رسالوں کے مضامین کا روزناموں میں جاذب نظر انداز سے اعلان ہو جاتا ہے۔ وہ رسالے زیادہ محبوب ہیں جن میں شوق انگیز موضوع دل کش اسلوب میں پیش کئے جاتے ہیں یا سماجی حادثوں کا ذکر ہوتا ہے۔ جیسے قتل، خودکشی، یا کسی فلم ایکٹرس یا کسی مشہور گانے والے، یا کسی عرب رئیس کی شادی، طلاق اور عشق کی روداد۔ ان رسالوں میں حادثوں کی صحافتی تحقیق، کسی مختلف خبر یا چھپے ہوئے مسئلے پر صحافتی ملاقاتیں، شارٹ اسٹوریاں اور افسانے بھی چھپتے ہیں اور ہر عنوان کے تحت کئی کئی عمدہ فوٹو ہوتے ہیں سماجی حادثوں اور صحافتی تحقیقات کو پیش کرنے کا مقصد محض سامان تفریح فراہم کرنا نہیں ہوتا بلکہ غیرت دلانا، ضمیر بیدار کرنا اور افراد کی برائیوں کو بے نقاب کرنا ہوتا ہے۔ سماج و افراد کی برائیوں کا پردہ چاک کرنے میں اخبار بھی پیش پیش رہتے ہیں، ہمارے اخبار اور خاص طور سے انگریزی کے معیاری روزنامے پہلے صفحے پر یا بڑی سُرخی دے کر جرائم، یا افراد کے کرتوتوں کا مشکل ہی سے ذکر کرتے ہوں گے، لیکن قاہرہ کے اخبار بڑے جوش سے ایسا کرتے ہیں۔ اکتوبر کی ایک صبح وہاں کے روزنامہ "الاخبار" میں یہ بڑی سرخی دیکھ کر حیرت ہوئی: "سُعُود یتزوج" یعنی شاہ سعود جن کی عمر ۱ھ سال ہے لبنان کی ایک سولہ سالہ لڑکی سے شادی کر رہے ہیں۔ کئی دن تک اس موضوع پر مفصل خبریں آتی رہیں، اس سلسلہ میں کئی فوٹو بھی چھپے، ایک میں شاہ سعود مسکراتے ہوئے لڑکی سے ہاتھ ملا رہے ہیں، دوسرے میں لڑکی کی ماں کے ساتھ کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے ہیں، "الاخبار" جو میں روز پڑھا کرتا تھا عجیب اور متنوع معلومات سے پُر ہوتا ہے، اس کی قیمت ایک قرش یا نو پیسے ہے، قاہرہ کے سارے روزناموں کی یہی قیمت ہے، اس میں آٹھ صفحے ہوتے ہیں، صنعتی نمائشوں کے زمانہ میں جو قاہرہ میں تیسرے چوتھے مہینے ہوتی رہتی ہیں اس کا حجم بڑھ جاتا ہے، اس کے آخری صفحہ پر "یومیات" کے عنوان سے کئی کالم ہوتے ہیں جن میں اس کے کئی اڈیٹروں میں سے کوئی ایک مصر کے کسی معاشی یا سیاسی یا تاریخی موضوع پر اپنے تاثرات پیش کرتا ہے یا کسی کتاب یا اکتشاف یا کسی ملک کی ترقی پر تبصرہ کرتا ہے۔ "یومیات" کے موضوعات کا دائرہ

بہت وسیع ہے۔ اس صفحہ پر جلی خط میں ایک کالم "فکرہ" کے عنوان سے ہوتا ہے جس میں کوئی مشورہ یا نصیحت ظریفانہ انداز میں قوم کے لئے ہوتی ہے۔ ہفتہ میں ایک بار اس صفحہ پر "للنساء فقط" کے عنوان سے ایک کالم ہوتا ہے جس میں عورتوں کے مطلب کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس صفحہ کا چھٹا حصہ ادب، یونیورسٹی، فلم، عورتوں اور بچوں کے لئے مخصوص ہے۔ شاید ستمبر کے مہینہ میں قصابوں کی یونین اور حکومت کے مابین نرخ کے معاملے میں اختلاف ہو گیا تھا، "الاخبار" نے سیدات یعنی عورتوں کے نام پہلے صفحہ پر موٹے حروف میں ایک اپیل چھاپی کہ جب تک قصاب حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر گوشت نہ بیچیں، ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اپیل نے جادو کا اثر کیا، سیدات نے گوشت خریدنا اور کھانا بند کر دیا، قصاب گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ مصر میں لیلۃ القدر کے موقع پر خدا کے حضور تمنائیں پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً کوئی نوکری کی تمنا کرتا ہے، کوئی ریڈیو کی۔ کوئی سینے کی مشین کی، اور کوئی پہننے کے کپڑوں کی۔ الاخبار نے ایک "فنڈ" قائم کیا اور ڈاک کے ذریعے تمنا کرنے والوں کے اقتصادی حالات اور تمنائیں دریافت کیں۔ ایک کمیٹی نے موصول شدہ حالات اور تمناؤں کا جائزہ لے کر ان اشخاص کی تمنا پوری کرنے کی سفارش کی جو معاشی اعتبار سے اس کے مستحق سمجھے گئے۔ اس کے بعد "الاخبار" کی وہ موٹر تمنا کردہ اشیاء اور ضروری اسٹاف کے ساتھ باری باری سے تمنا کرنے والوں کے گھر جاتی ہے تمنا کرنے والا اپنی "مانگی چیز" دیکھ کر مبہوت رہ جاتا ہے، پھر "الاخبار" کے محرر اور اس میں جو دلچسپ اور رقت انگیز مطالعہ ہوتا ہے وہ دوسرے دن صبح کو "لیلۃ القدر علی بابک" کے زیر عنوان نشر کر دیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کی تمنائیں پوری ہوئیں ان میں ایک عیسائی خاندان بھی تھا۔

قاہرہ بڑا روشن اور رنگین شہر ہے، دہلی کی نسبت آپ وہاں کی سڑکوں، چوراہوں اور بازاروں کو بہت زیادہ روشن پائیں گے۔ گھروں میں بلب کی جگہ برقی جھاڑ فانوس استعمال ہوتے ہیں اور سڑکوں چوراہوں پر تیز دودھیا روشنی کے ٹیوب اور دکانوں اور ہوٹلوں کے شاندار پلیٹوں پر برقی ٹیوب۔ رات کو آپ جدھر نکل جائیں، عمارتوں، بازاروں اور چوراہوں پر رنگ برنگے برقی اشتہار انوکھے اندازوں میں آپ کو دعوت دیتے نظر آئیں گے۔ قاہرہ کی دکانیں دہلی کی دکانوں

سے زیادہ صاف، خوش ترتیب اور سجی ہوتی ہیں، یہاں کے پنساری کی دکان ایک قسم کی نمائش گاہ ہوتی ہے جہاں جانے اور خریدنے کو جی چاہتا ہے۔ اس کا نام عربی میں "بقالہ" ہے، یہاں کھانے پینے کا سب سامان بکتا ہے، لیکن یہ سامان یا تو خوب صورت رنگا رنگ لیبل لگے ڈبوں کی شکل میں اونچے اونچے ریکوں میں خوش اسلوبی سے چنا ہوتا ہے یا بوتلوں اور بکیٹوں کی صورت میں شیشہ کی الماریوں اور شوکیسوں میں، یہ سامان اتنی مختلف قسموں کا ہوتا ہے کہ اس کی فہرست دینا مشکل کام ہے، ہر بقالہ میں ایک ریفریجریٹر ہونا لازمی ہے جس میں گرمی سے پگھلنے یا خراب ہونے والی چیزیں جیسے مکھن، پنیر، ابلا گوشت اور انڈے رکھے جاتے ہیں، ایک کاؤنٹر پر دیدہ زیب اسپرنگ دار ترازو لگا ہوتا ہے جس پر از خود سامان تل جاتا ہے۔ قاہرہ میں ہاتھ کا ترازو کوئی نہیں جانتا۔ بقالہ کا بیشتر سامان برآمد کیا ہوا ہوتا ہے، گھی، دودھ، مکھن، پنیر، انڈے ہند سے بہتر اور سستے لگ بھگ دہلی کے نرخوں پر مل جاتے ہیں، لیکن گوشت بڑا مہنگا ہے، چار سوا چار روپے سیر، گوشت والوں کی دکانیں خوب صاف ستھری ہوتی ہیں اور وہ خود وجیہ و گرانڈیل، ایک سنگ مرمر کا لمبا سا سینہ تک اونچا کاؤنٹر ہوتا ہے جس کے اندر کی جانب اکثر پھول اور گل دستے لگائے جاتے ہیں، دکان کے کسی نمایاں گوشہ میں ایک بڑا ریفریجریٹر ہوتا ہے جس میں گوشت ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ بہت سے بقالے بالخصوص وہ جن کے مالک ...... غیر مسلم ہیں ولایتی شراب بھی بیچتے ہیں، قاہرہ میں ایسی دکانیں بھی ہیں جہاں صرف شراب بکتی ہے، میرا خیال ہے یہاں شراب بیچنے کے لیے کسی خاص لائسنس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک باخبر مصری مسلمان نے جو ادامر و نواہی کی تیز حس رکھتے ہیں مجھے بتایا کہ مصری مسلمان شراب نہیں پیتے۔ قاہرہ کے ہر بازار میں آپ کو ایسی دکانیں ملیں گی جہاں محض گل دستے بکتے ہیں، پھول ہی کی بہتات نہیں، اقسام کی بھی کثرت ہے اور گل دستہ بنانے کے ڈھنگ نرالے ہیں۔ ترکاریاں خوب شاداب ہوتی ہیں، گوبھی کے پھولوں میں نے اکثر بڑے تربوز کی برابر دیکھے۔ کریلے اور لوکی کے لیے مصر کی آب و ہوا سازگار نہیں ہے، تھوے کا ساگ گھوڑے اور گدھے کھاتے ہیں۔ ہندوستان کے تقریباً سارے مشہور پھل فراوان ہیں: خربوزہ، تربوز، نارنگی، مالٹا، خوبانی، الوچہ، امرود، ناسپاتی اور سیب، سیب لبنان سے

آتا ہے اس لئے کافی مہنگا بکتا ہے، کیلے نہ تو زیادہ عمدہ ہوتے ہیں نہ ہمارے ملک کی طرح ارزاں، روپیہ چودہ آنے کے درجن سوا درجن ملتے ہیں۔ انگور روپیہ سیر ہے۔ مصر کی کھجور لذیذ نہیں ہوتی، تازہ انجیر بہت اور سستا ہے۔ چیزوں کے نرخ حکومت مقرر کرتی ہے اور مقررہ نرخ کا لیبل ہر قسم کے سامان پر لگانا ضروری ہوتا ہے، با ایں ہمہ سب دکانوں کے نرخ ایک نہیں ہوتے۔ مصر میں روٹی کو عیش کہتے ہیں، یعنی زندگی۔ ایک موٹی تنوری روٹی کا وزن ڈھائی تین چھٹانک ہوگا ایک آنے میں ملتی ہے۔ ایک میانہ خوراک ہندی دو روٹی سے زیادہ نہ کھا سکے گا اور ایک مصری جو بڑا خوش خوراک ہوتا ہے، چار سے تجاوز نہیں کرے گا۔ قاہرہ کا مزدور آٹھ آنے کے روٹی سالن میں پیٹ بھر سکتا ہے۔ بنیادی ضرورت یا عام استعمال کی اشیاء پر حکومت کڑی نظر رکھتی ہے، روٹی کی قیمت اور وزن حکومت کا مقرر کردہ ہے، کوئی اس میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ اور یہی حال مثلاً انگور کا ہے، آپ قاہرہ کے کسی کونے میں چلے جائیں، اس کے نرخ کا لیبل آپ کو ہر جگہ ایک ملے گا۔ قاہرہ کے لوگ جس طرح کھاتے زیادہ ہیں پیتے بھی زیادہ ہیں، ہر چند دکانوں کے درمیان آپ کو ایک شربت کی دکان ملے گی جہاں، نارنگی، انار، انگور، سیب، آم اور دوسرے پھل حسب موسم ہر مرکے کاؤنٹر یا شیشے کی الماریوں میں چنے رکھے ہوں گے، شیشہ کی بڑی صراحیوں میں پھلوں کے شربت بھرے ہوں گے۔ اگر آپ کسی پھل کا تازہ شربت چاہیں گے تو مشین سے نکال کر فوراً آپ کو دے دیا جائے گا۔ تمر ہندی یعنی املی کا شربت بھی پیا جاتا ہے، گرمیوں میں کوکا کولا بری طرح قاہرہ پر چھا جاتا ہے۔ اس کی بوتل ساڑھے تین آنے میں ملتی ہے۔

میں نے ابھی ادھر کہا کہ قاہرہ بڑا رنگین شہر ہے، واقعی قاہرہ بڑا رنگین ہے، یہاں کے باشندے خوش رنگ اور خوش اندام ہوتے ہیں، آپ کو یوسف و زلیخا کے ہر طرف جلوے نظر آئیں گے۔ یہاں بہت سے پارک اور نزہت گاہیں ہیں، یہاں سے ہو کر سارے عالم کا حسین ترین دریا۔ نیل، نکلتا ہے، قاہرہ کا سب سے بارونق حصہ اس کی دو شاخوں کے اردگرد یا ان سے بننے والے دو بڑے جزیروں پر واقع ہے۔ ان شاخوں میں آپ بہت سے بوٹ ہاؤس دیکھیں گے جن میں قہوہ خانے، نائٹ کلب گھر قائم ہیں، یہاں بہت سے سینما ہیں جہاں یورپ اور امریکا کے اچھے برے فلم دکھائے جاتے

ہیں، یہاں تھیٹر ہیں جہاں کام کے مختلف پہلوؤں پر اصلاحی طنز ہوتا ہے، یہاں ایسے کاذینو ہیں جہاں رات کو ناچ گانا، اور جسم فروشی ہوتی ہے۔ یہاں کئی بڑے اور دلچسپیوں سے بھرے متاحف ہیں اور ایک بہت اچھا زُو (چڑیا گھر) ہے جس میں دنیا بھر کے چرند، پرند اور درندے، سانپ اور بچھو جمع کر دیے گئے ہیں، ایک "حدیقۃ الاسماک" ہے جہاں نہایت عمدہ لانوں اور پھولوں کے درمیان رنگ برنگی مچھلیوں کے تالاب ہیں، یہاں بہت سے چائے خانے ہیں جہاں یار دوست مل بیٹھتے ہیں، یا محبوب شامیں گذارتے ہیں، یا چوٹ کھائے دل قہوہ کی پیالی اور سگرٹ کے دھوئیں اور آنے جانے والی صورتیں دیکھ کر غم غلط کرتے ہیں۔ مغرب سے ایک گھنٹہ پہلے قاہرہ کے پارکوں میں بہت سی عورتیں، لڑکیاں اور بچے جمع ہو جاتے ہیں بچے کھیلتے کودتے ہیں، لڑکیاں اپنی ہجولیوں سے، عورتیں اپنی سہیلیوں، شوہروں اور بھائیوں سے ہم کلام ہوتی ہیں، یا اُن ختم نہ ہونے والے قافلوں کو دیکھ کر دل بہلاتی ہیں جو اُن کے آس پاس کی سڑکوں سے برابر گذرتے رہتے ہیں۔ مصر کی موجودہ حکومت نے نیل کے کنارہ میلوں تک ایک خوشنما جنگلا بنوایا ہے جس سے متصل ایک وسیع چبوترہ ہے جس پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پتھر کی بنچیں، سبزہ اور پھول کے تختے ہیں اور سال بھر سبز رہنے والے درختوں کی سیدھی قطاریں، نیل کے کنارہ میلوں تک پھیلے اسی چبوترہ کا نام کورنش ہے، یہاں شام کو بڑی رونق رہتی ہے اور گرمی کے دنوں میں تو میلہ سا لگا رہتا ہے جس میں عورتیں اور بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ قاہرہ کی آبادی تیئیس لاکھ ہے لیکن یہاں سائکل اور گھوڑا گاڑی نہ ہونے کے برابر ہے۔ شاید سو میں دو آدمی بھی سائکل نہ چلاتے ہوں۔ عوام کے دو بڑے مصنوعی پیر ہیں: ایک ٹرام اور دوسرا بس، پیسے والے اور ایسے بہت ہیں ذاتی موٹریں رکھتے ہیں جو ایسا معلوم ہوتا ہے سارے قاہرہ میں بکھری ہوئی ہیں۔ موٹر اور پیٹرول دونوں کی قیمت قاہرہ میں کم ہے۔ سارے شہر میں ٹرام کا جال پھیلا ہوا ہے، ہر ٹرام میں بالعموم دو ڈبے ہوتے ہیں، ایک تیسرے درجہ والوں کے لئے، دوسرا پہلے اور دوسرے درجہ کے مسافروں کے لئے، پہلے درجہ میں آرام دہ گدّے ہوتے ہیں، کرایہ ہر فاصلہ کے لئے ایک ہے، پہلے درجہ کا تین سوا تین آنے، دوسرے کا دو آنے، تیسرے کا ایک آنہ، یہ کرایہ دے کر چاہے آپ ٹرام کے ایک سرے سے دوسرے تک سفر کیجیے جو کم از کم پانچ چھ میل ہوتا ہے یا ایک دو فرلانگ کا

آتا ہے اس لیے کافی مہنگا بکتا ہے، کیلے نہ تو زیادہ عمدہ ہوتے ہیں نہ ہمارے ملک کی طرح ارزاں، روپیہ چودہ آنے کے درجن سوا درجن ملتے ہیں۔ انگور روپیہ سیر ہے۔ مصر کی کھجور لذیذ نہیں ہوتی، تازہ انجیر بہت اور سستا ہے۔ چیزوں کے نرخ حکومت مقرر کرتی ہے اور مقررہ نرخ کا لیبل ہر قسم کے سامان پر لگانا ضروری ہوتا ہے، با ایں ہمہ سب دکانوں کے نرخ ایک نہیں ہوتے۔ مصر میں روٹی کو عیش کہتے ہیں، یعنی زندگی۔ ایک موٹی تنوری روٹی کا وزن ڈھائی تین چھٹانک ہوگا ایک آنے میں ملتی ہے۔ ایک میانہ خوراک ہندی دو روٹی سے زیادہ نہ کھا سکے گا اور ایک مصری جو بڑا خوش خوراک ہوتا ہے چار سے تجاوز نہیں کرے گا۔ قاہرہ کا مزدور آٹھ آنے کے روٹی سالن میں پیٹ بھر سکتا ہے۔ بنیادی ضرورت یا عام استعمال کی اشیاء پر حکومت کڑی نظر رکھتی ہے، روٹی کی قیمت اور وزن حکومت کا مقرر کردہ ہے، کوئی اس میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ اور یہی حال مثلاً انگور کا ہے، آپ قاہرہ کے کسی کونے میں چلے جائیں، اس کے نرخ کا لیبل آپ کو ہر جگہ ایک ملے گا۔ قاہرہ کے لوگ جس طرح کھاتے زیادہ ہیں پیتے بھی زیادہ ہیں، ہر چند دکانوں کے درمیان آپ کو ایک شربت کی دکان ملے گی جہاں، نارنگی، انار، انگور، سیب، آم اور دوسرے پھل حسب موسم مرمر کے کاؤنٹر یا شیشے کی الماریوں میں چنے رکھے ہوں گے، شیشہ کی بڑی صراحیوں میں پھلوں کے شربت بھرے ہوں گے، اگر آپ کسی پھل کا تازہ شربت چاہیں گے تو مشین سے نکال کر فوراً آپ کو دے دیا جائے گا۔ تمر ہندی یعنی املی کا شربت بھی پیا جاتا ہے، گرمیوں میں کوکا کولا بُری طرح قاہرہ پر چھا جاتا ہے۔ اس کی بوتل ساڑھے تین آنے میں ملتی ہے۔

میں نے ابھی ادھر کہا کہ قاہرہ بڑا رنگین شہر ہے، واقعی قاہرہ بڑا رنگین ہے، یہاں کے باشندے خوش رنگ اور خوش اندام ہوتے ہیں، آپ کو یوسف و زلیخا کے ہر طرف جلوے نظر آئیں گے۔ یہاں بہت سے پارک اور نزہت گاہیں ہیں، یہاں سے ہو کر سارے عالم کا حسین ترین دریا۔ نیل، نکلتا ہے، قاہرہ کا سب سے بارونق حصہ اس کی دو شاخوں کے ارد گرد یا ان سے بننے والے دو بڑے جزیروں پر واقع ہے۔ ان شاخوں میں آپ بہت سے بوٹ ہاؤس دیکھیں گے جن میں قہوہ خانے، نائٹ کلب اور ناچ گھر قائم ہیں، یہاں بہت سے سینما ہیں جہاں یورپ اور امریکا کے اچھے برے فلم دکھائے جاتے